Research Journal
Tahqeeqat
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

معراج نامہ ٔسیّد بلاقی کا ایک نادر خطی نسخہ

A Rare Manuscript of Miraj Nama by Syed Bulaqi

Dr. Arshad Mahmood Nashad
Associate Professor/Head of Urdu Department,
Allama Iqbal Open University, Islamabad.

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد
ایسوسی ایٹ پروفیسر / صدرِ شعبہ ٔاُردو، علّامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

The Qutb Shahi era holds significant importance in the early development of the Urdu language and literature. During this period, Urdu became known as Dakni, and many poets emerged who greatly enriched the poetic heritage of the language, especially in the form of Masnavi, where they expressed their ideas and thoughts. Syed Bulaqi is one of the prominent poets of the Qutb Shahi era. His Miraj Nama is among his most renowned poetic works. There is limited information about Syed Bulaqi's life. Some researchers believe that he was associated with the court, although Dr. Jamil Jalibi and other scholars do not support this view. However, all major literary historians have included a detailed account of Syed Bulaqi's Miraj Nama in their literary histories. Some scholars have regarded the Miraj Nama as an original composition of Syed Bulaqi, but Bulaqi himself claimed it to be a translation from Persian.Numerous manuscript copies of the Miraj Nama are preserved in libraries across the world. While the Miraj Nama has already been published, being a significant early literary work, it still requires publication in accordance with modern editorial standards. One such rare manuscript of this work is preserved in a private library in the village of Narali, in the Rawalpindi district. This article aims to introduce this particular manuscript to the readers.

Keywords: *Syed Bulaqi, Qutb Shahi Era, Poetic Heritage, Miraj Nama, Manuscript*

سولھویں صدی کے آغاز میں جب جنوبی ہند میں بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھرنے لگا تو مختلف صوبوں میں مرکز سے گریز پائی اور خود مختاری کے رجحان میں بھی تیزی آگئی اور یکے بعد دیگرے کئی صوبے مرکز سے الگ ہو کر خود مختار ریاست کے طور پر سامنے آئے۔ گول کنڈا کی قطب شاہی ریاست بھی انھی نو آزاد وخود مختار ریاستوں میں سے ایک تھی۔ اس ریاست کا پہلا فرماں روا سلطان قلی تھا جس کا عہدِ حکومت ۹۲۴ھ / ۱۵۱۸ء سے ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ ریاست لگ بھگ ایک سو اسی سال تک قائم رہی۔ سلطان قلی سے لے کر ابو الحسن تک کل آٹھ فرماں روا اس کے تخت پر متمکن رہے۔ آخری فرماں روا ابوالحسن تھا جو ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۶ء تک اس ریاست کا حکمران رہا۔ ریاست کے جملہ حکمران علم وفضل میں یگانہ تھے اور شعر وادب اور فنونِ لطیفہ کا ستھرا مذاق رکھتے تھے بلکہ کئی فرماں روا تو فارسی، تلنگی اور دکنی (اُردوئے قدیم) کے باقاعدہ اور مسلمہ شاعر تھے۔ خاص طور پر محمد قلی قطب شاہ کا شمار اپنے عہد کے سربر آوردہ اور استاد شعرا میں ہوتا تھا۔ وہ اُردو اور تلنگی کے قادر الکلام سخن ور تھے۔ انھیں اُردو کا پہلا صاحبِ کلیات شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کا کلیات پچاس ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے۔ قطب شاہی ریاست اگرچہ ایک چھوٹی سی ریاست تھی مگر مختلف علوم وفنون کے فروغ میں اس ریاست نے فعال اور مثالی کردار ادا کیا۔ بادشاہوں کے ذوق وشوق نے ریاست کو صحیح معنوں میں علم وادب اور فنون وہنر کا گہوارہ بنا دیا۔ اہلِ فضل وکمال اور شعرا وادبا کی قدر دانی میں جملہ بادشاہوں نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اس قدر افزائی کے باعث دور دراز سے صاحبانِ علم اور کاملانِ فن ریاست میں جمع ہونے لگے۔ علم وادب کے فروغ میں قطب شاہی ریاست کے کردار کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر جمیل جالبی رقم طراز ہیں:

> ”قطب شاہی سلطنت ایسی بڑی سلطنت نہیں تھی کہ دوسری کوئی سلطنت اس کا مقابلہ نہ کر سکے، لیکن اس سلطنت نے علم وادب اور تہذیب وتمدن کے چراغ کو اس طور روشن کیا کہ آج تک تاریخ میں خود اس کا نام روشن ہے۔“(۱)

قطب شاہی ریاست کے قیام سے قبل اگرچہ پورے دکن میں اُردو زبان پھیل چکی تھی۔ یہ بہمنی سلطنت کے مختلف صوبوں میں لوگوں کے مابین رابطے اور بول چال کا ذریعہ بھی بن رہی تھی اور اس میں شعر ادا ِسخن بھی دینے لگے تھے مگر ہنوز یہ تشکیلی دور سے گزر رہی تھی اور اس نے کوئی کامل صورت اختیار نہ کی تھی۔ اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ مقامی بولیاں ابھی تک اس پر پوری طرح سایہ فگن تھیں اور عربی فارسی جیسی توانا زبانوں سے اس کا اختلاط کم کم تھا۔ قطب شاہی سلطنت میں دکنی زبان کو عربی بالخصوص فارسی سے آشنا ہونے اور فائدہ اٹھانے کا پورا موقع ملا۔ چوں کہ ریاست کی سرکاری زبان فارسی تھی اس لیے فارسی کا چلن عام تھا۔ ریاست کے حکمران فارسی بولتے تھے اور دکنی سے بھی انھیں انسیت تھی؛ اس تعلقِ خاطر کے باعث دکنی کو پوری طرح فارسی سے بغل گیر ہونے کا موقع مل گیا۔ فارسی کی لفظیات، اصناف اور بیان کے نئے اسالیب نے دکنی زبان کی ثروت اور وقعت میں اضافہ کیا۔ قطب شاہی ریاست سے وابستہ اور گول کنڈا میں مقیم دکنی شعرا نے فارسی کے خوانِ ادب سے ریزہ چینی کی اور دیکھتے ہی دیکھتے دکنی زبان اظہار و بیان کی بلندیوں کو چھونے لگی۔ قطب شاہی ریاست کے اہم شعرا میں فیروز بیدری، محمود، مُلا خیالی، محمد قلی قطب شاہ، مُلا وجہی، ابنِ نشاطی، غواصی، عبداللہ، قطبی، سیّد بلاقی، عبداللطیف اور معظم کے نام شامل ہیں۔ ان شعرا نے مثنوی، غزل، مرثیہ اور دیگر اصناف میں کلام کہا اور صرف اپنے زمانے کو متاثر نہیں کیا بلکہ مابعد کے زمانوں پر بھی ان کے اثرات پڑے۔ ان شعرا کے جذب و شوق اور سعی و کاوش نے اُردو زبان و ادب کے دائرے کو کشادگی عطا کی اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے اُردو اپنے قدموں پر کھڑی ہونے کے قابل ہوئی۔

قطب شاہی دور کے شعرا میں سیّد بلاقی کا نام بھی شامل ہے۔ محققین اور تذکرہ نویسوں نے بلاقی کے معراج نامے کو قطب شاہی دور کی اہم شعری تصانیف میں شمار کیا ہے۔ سیّد بلاقی کی زندگی کے حالات معلوم نہیں ہو سکے یہی وجہ ہے کہ ہم ان کی پیدائش، وفات، خاندان، خدمات اور شخصیت سے آگاہ نہیں۔ ان کا تعلق حیدر آباد کے ایک سیّد خاندان سے تھا۔ بعض محققین جیسے ڈاکٹر جمیل جالبی، نصیر الدین ہاشمی، مظفر عالم جاوید صدیقی وغیرہ کے مطابق وہ کسی دربار کے ساتھ منسلک نہ تھے؛ ان کے برعکس بعض صاحبانِ تحقیق جن میں ڈاکٹر محی الدین قادری زور بھی شامل ہیں، بلاقی کے عبداللہ قطب شاہ کے دربار کے ساتھ وابستگی کے موید ہیں۔ ڈاکٹر زورؔ اپنی معروف تصنیف دکنی ادب کی تاریخ میں لکھتے ہیں: ''سیّد بلاقی، عبداللہ قطب شاہ کے مقربین میں سے تھے۔''(۲) ڈاکٹر ابو سعید نور الدین نے بھی ڈاکٹر زورؔ کے موقف کی تائید کی ہے۔(۳)

بلاقی کی دربارِ شاہی کے ساتھ وابستگی یا عدم وابستگی کی کوئی ٹھوس شہادت موجود نہیں تاہم ڈاکٹر جالبی کا یہ استدلال نہایت قوی ہے:

> ''بلاقی کسی دربار کے ساتھ وابستہ نہیں تھا اس لیے اپنے معراج نامہ میں سلاطینِ گول کنڈا کے عقاید کے برخلاف ''چار یاراں'' کی مدح بھی لکھی ہے۔''(۴)

تذکروں اور تاریخوں سے سیّد بلاقی کی دو شعری تصانیف معراج نامہ اور نور نامہ کا پتا چلتا ہے۔ بلاقی کی ثانی الذکر تصنیف کا ذکر کم کم ہوا ہے تاہم معراج نامہ کے حوالے مختلف تذکروں اور تاریخوں میں مل جاتے ہیں۔ معراج نامہ اپنے عہد کی معروف کتب میں شامل ہے اور اس کے قلمی نسخے دُنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ معراج نامہ طبع زاد تصنیف نہیں بلکہ یہ کسی فارسی معراج نامے کا دکنی میں ترجمہ ہے۔ سیّد بلاقی خود رقم طراز ہیں:

کہ معراج نامے کی سنیو خبر
حکایت جو بولا ہوں میں مختصر
کیا فارسی کو سو دکھنی غزل

کہ ہر عام ہور خاص سمجھیں سگل
جو سیّد بلاقی نبی کا غلام
قصہ یو کہیا ہے لطف سوں تمام (۵)

یہ کس فارسی معراج نامے کا ترجمہ ہے، معلوم نہ ہو سکا۔البتہ زبان اتنی صاف اور بیان اتنا رواں دواں ہے کہ اس پر طبع زاد تخلیق کا گمان گزرتا ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

''اس کی زبان تکلف و تصنع سے پاک ہے اور اظہارِ بیان صاف اور رواں ہے۔اس میں غیر مانوس مقامی الفاظ کا استعمال اس دور کے دوسرے معراج ناموں کی نسبت سے کم ہے۔بلاقی کی سادگی اور قدرتِ بیان کے سبب یہ معراج نامہ طبع ترجمہ سے زیادہ طبع زاد نظر آتا ہے۔''(۶)

معراج نامہ اپنے عہد میں ہی مقبول نہ ہوا بلکہ بعد کے زمانوں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔اس کی مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر جالبی لکھتے ہیں:

''سیّد بلاقی نے ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء میں معراج نامہ کے نام سے ایک نظم لکھی جس کے نسخے پیرس،لندن، حیدر آباد اور کراچی کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ان نسخوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معراج نامہ اپنے دور میں بہت مقبول تھا اور محفلِ میلاد کی معاشرتی و مذہبی ضرورت کے پیشِ نظر لکھا گیا تھا:

اگر کوئی پڑھے گا تو اوسکوں ثواب
نہ کہنے میں آتا ہے اوسکا حساب

اس کی بحر رواں ہے جسے مخصوص ترنم میں لَے کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔بلاقی کا یہ معراج نامہ ایک صدی سے زیادہ عرصے تک اتنا مقبول رہا کہ باقر آگاہ(م: ۱۱۲۰ھ/ ۱۷۰۸ء) نے ہشت بہشت میں اور شہمیر کے مرید شاہ کمال(م:۱۱۷۸ھ/۱۷۶۴ء)نے اپنے معراج نامہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔''(۷)

یورپ اور دکن کے مختلف کتب خانوں میں معراج نامہ کے نسخوں کی موجودگی کی اطلاع دیتے ہوئے سید نصیر الدین ہاشمی رقم طراز ہیں:

''ان کی ایک تصنیف معراج نامہ ہے جو یورپ اور حیدر آباد کے کئی کتب خانوں میں موجود ہے۔چنانچہ کتب خانہ سالارِ جنگ، کتب خانۂ آصفیہ (سنٹرل لائبریری)اور ادبیاتِ اُردو میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔اس سے واضح ہے کہ یہ کتاب ایک عرصہ تک مقبول رہی اور اس کے نسخے لکھے جاتے رہے۔''(۸)

معروف مستشرق گارسیں دتاسی اپنی تصنیف ''تاریخ ادبیاتِ اُردو'' میں بلاقی اور معراج نامہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''دکن کے رہنے والے تھے،انھوں نے ایک مثنوی لکھی ہے جس میں محمد کے واقعۂ معراج کو بیان کیا گیا ہے۔اس کا نام ''معراج نامہ'' ہے۔میرے پاس نسخ رسم الخط میں ۱۳ مختلف مثنویوں اور غزلوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں ''معراج نامہ'' بھی شامل ہے۔اس مجموعے کو محمد ابراہیم گیتی کے لڑکے شیخ احمد نے نقل کیا ہے۔یہ کتاب ۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴-۵ء میں مرتب ہوئی اور اس کے آخر میں شیخ احمد نے اپنے چند اشعار بھی درج کیے ہیں۔اسپر نگر کے مطابق غدر سے پہلے اس کتاب کے متعدد نسخے لکھنؤ میں موجود تھے۔''(۹)

معراج نامہ کے سالِ تصنیف اور اس کے اشعار کی تعداد کے بارے میں محققین میں اختلاف ہے۔ نصیر الدین ہاشمی کے بہ قول معراج نامۂ بلاقی ۱۰۶۵ھ میں تصنیف ہوا۔ ان کے زیرِ استعمال نسخہ کتب خانۂ سالار جنگ میں بلاقی نے تاریخِ تصنیف کو یوں نظم کیا ہے:

قصّہ یہ ہوا سب خلق میں عجب
کیا چاند شش میں سو ماہِ رجب
ہزار ایک پنج شست تھیں سال میں
سو اتوار کے روز خوشحال میں(۱۰)

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس کا سالِ تخلیق ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء کو قرار دیا ہے اور ان کے بہ قول:

"انجمنِ ترقیِ اُردو پاکستان کے علاوہ آٹھ اور قلمی نسخے میری نظر سے گزرے ہیں جن میں سنۂ تصنیف ۱۰۵۶ھ دیا گیا ہے۔"(۱۱)

ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے معراج نامہ کا سالِ تخلیق ۱۶۶۹ء قرار دیا ہے اور اشعار کی تعداد ۱۵۰۰ بتائی ہے۔(۱۲) ڈاکٹر ابو سعید نور الدین کے بہ قول: "ان کی مذہب مثنوی "معراج نامہ" جو کہ کسی فارسی معراج نامہ کا اُردو ترجمہ ہے اور پندرہ سو اشعار پر مشتمل ہے۔ ۱۶۶۰ء میں تالیف ہوئی۔"(۱۳) محمد مظفر عالم جاوید صدیقی کے مطابق معراج نامہ کے اشعار کی تعداد ۱۵۲۵ ہے۔(۱۴)

بلاقی کے معراج نامے کی زبان صاف اور رواں دواں ہے انھوں نے معراج کے مستند واقعات واحوال کے ساتھ ساتھ معاشرے میں موجود بعض غلط روایات بھی نظم کر دی ہیں، جن کی گرفت شاہ کمال نے اپنے معراج نامے میں کی ہے۔ ڈاکٹر جالبی لکھتے ہیں:

"اس مثنوی کی عبارت تکلف و تصنع سے پاک ہے اور اظہارِ بیان سیدھا سادہ ہے۔ عوامی رنگ پیدا کرنے کے لیے بلاقی نے ایسی ضعیف روایات کو بھی شعر کا جامہ پہنایا ہے جو عوام میں مقبول ورُوج تھیں مثلاً: یہودی کی وہ روایت جس میں بتایا گیا ہے کہ جیسے ہی وہ نہانے کے لیے پانی میں اُترا اور ڈبکی لگائی تو ایک حسین و جمیل عورت کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ عورت بننے کے بعد اس کے حسن و جمال کی تعریف بلاقی نے ویسے ہی مبالغہ آمیز انداز میں کی ہے جیسی ہمیں بدیع الجمال، زلیخا، مشتری، چندر بدن اور سمن برو غیرہ کے ذکر میں ملتی ہے۔"(۱۵)

معراج نامہ کے علاوہ سید بلاقی کی دوسری تصنیف نور نامہ کے اِکا دُکا نسخے بھی مل جاتے ہیں؛ بلاقی کا نور نامہ چھے سو اشعار پر مشتمل ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود نور نامے میں اس کا سالِ تصنیف ۱۰۶۴ھ نظم ہوا ہے:

ز ہجرت ہزار یک چوسٹ اوپر
نبی بعد زاں یوں مرے کھٹ اوپر
کہ آیا جگت میں گنہ کچھ کہیا
کہیا ہور کیا کچھ نشانی کر گیا(۱۶)

سیّد بلاقی کے معراج نامہ کا ایک نجیب الطرفین نسخہ مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں موجود ہے۔ شمال مغربی پنجاب کے ایک دور افتادہ گاؤں کے کتب خانے میں اس نسخے کی موجودگی اُردوئے قدیم کے ساتھ اس علاقے کی وابستگی اور دل چسپی کا

اظہار یہ ہے۔کتب خانے کے مالک و مہتمم صاحبزادہ حسن نواز شاہ کی توجہ اور عنایت سے راقم کو یہ نسخہ دیکھنے اور پڑھنے کا موقع ملا۔نسخے کی کیفیت، قدر و قیمت اور امتیازات پر کلام کرنے سے پیش تر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نسخے کے خال و خط اور معارض و مواقف پر ایک نظر ڈال لی جائے:

عنوان : معراج نامہ

[کہ جس پاس معراج نامہ اچھے۔۔کہ اوس کوں بلا بھوت نہ آسکے ص ۶۲]

شاعر/مترجم: سیّد بلاقی

[کہ سیّد بلاقی نبی کا غلام ص ۶۳]

کاتب : نامعلوم الاسم

زمانۂ کتابت : ندارد

ضخامت : ۶۳ صفحات

تقطیع : طول:۱۹س م عرض:۱۲س م۔

حوض : طول:۱۴س م عرض:۷س م۔

کاغذ : گہرا بادامی، ملائم، مشینی۔

سطور : اوسطاً ۱۲ فی صفحہ۔

خط : نستعلیق، پختہ، خوانا۔

ترقیمہ : ندارد۔

ابتدا:

اول نام اللہ جو بولون ابد
ثنا اور صفت اور کرون بیعدد
ثنا اوس اوپر نت سزاوار ہیی
کرن ہار قدرت مین کرتار ہیی

انتہا:

پچہیی اونکیی سبہ خاندانکون پہرِی
پچہیی اوسکیے کلمہ محمد پہرِی
خدایا تو انکون بہیی رکھنا مدام
بحق محمد علیہ السلام

کیفیت:

معراج نامہ کا زیرِ نظر مخطوطہ ایک جلد میں ہے۔ اس جلد میں معراج نامہ سیّد بلاقی کے علاوہ قدیم اُردو کا ایک اور پنجابی کے چار رسائل شامل ہیں۔ جلد میں شامل تمام رسائل کا کاتب ایک ہے مگر کہیں بھی اس نے اپنا نام نہیں لکھا۔ اکثر رسائل ترقیمے سے عاری ہیں، اگر کہیں ہے تو صرف رسالے کا نام اور تمت تمام کے الفاظ ہیں۔ کاتب فنِ کتابت کے اسرار و رموز کا شناسا ہے اور اس فن میں مہارت رکھتا ہے۔ خط نستعلیق اور نسخ دونوں میں اس کا قلم رواں اور خوش نویس ہے۔ اُردو، عربی، فارسی اور پنجابی زبانوں سے اُس کی شناسائی ظاہر ہوتی ہے کیوں کہ ان زبانوں کے الفاظ اس نے درست نقل کیے ہیں اور اکثر الفاظ کا املا درست ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسائل کاتب نے اپنے لیے کتابت کیے ہیں، تمام رسائل ایک ہی زمانے میں کتابت ہوئے ہیں۔ ترقیمہ کی ناموجودگی کے باعث عرصہ کتابت کا علم نہیں تاہم طرزِ املا اور کاغذ کی کہنگی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ نسخہ انیسویں صدی کے ابتدائی زمانے کا مکتوبہ ہے۔ جلد میں شامل باقی رسائل کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :

۱۔ اُردو رسالہ ولادتِ رسول ﷺ اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کے ساتھ آپ کی شادی کی روایات و تفاصیل کا حامل ہے۔ شاعر اور رسالے کا نام کہیں درج نہیں۔ زبان و بیان اور داخلی شہادتیں اسے معراج نامہ سیّد بلاقی کا ہم عصر ثابت کرتی ہیں۔ ایک شعر میں معظم کا لفظ شاعر کی طرف اشارہ کناں ہے شاید یہ قطب شاہی دور کے شاعر معظم کی تخلیق ہو۔ شعر یہ ہے:

بہت تخم معظم جو ہیں کشت کیی
خداتا جو جامہ دیوبی بہشت کیی

اس رسالے کے ابتدائی اور آخری اشعار یوں ہیں:

ابتدا:

خدا نے جو چاہا تولد کریں
کہ پیدا کروں میں محمد کے تئیں
آیا حکم یوں کر کے جبرئیل کوں
کرے جا کے جنت سیتی قبل کوں[؟]

انتہا:

مجھے دو جہاں میں غنی تم کرو
ایہاں اور اوہاں ہاتھ سر پر دھرو
فضل ساتھ رکھنا کہے یہ غریب
لقا اور شفاعت کو کریو نصیب

۲۔ اخبار الآخرت از درویش محمد [پنجابی کا معروف فقہی رسالہ]

۳۔ قصہ حضرت فاطمہؓ از عبدالواحد (پنجابی نظم)

۴۔ دعائے سریانی مع منظوم پنجابی ترجمہ (مترجم: احمد یار)

۵۔ رسالہ میّت نامہ از نور محمد (پنجابی کا قدیم فقہی رسالہ)

نسخہ اگرچہ آب دیدہ اور پابُریدہ ہے مگر اس کے باوجود تمام رسائل کا متن سلامت ہے اور کوئی مقام ایسا نہیں جسے پڑھنے میں دقت ہو۔ معراج نامہ تریسٹھ صفحات کو محیط ہے۔ شعر کے دونوں مصرعے آمنے سامنے کتابت کیے گئے ہیں۔ معراج نامے کے عنوانات فارسی میں ہیں اور ان کے لیے شنگرفی رنگ کی روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

امتیازاتِ املا:

معراج نامہ کا املا قدیم رنگ و آہنگ کا حامل ہے۔ کاتب کے پیشِ نظر کوئی قدیم تر نسخہ رہا ہے۔ امتیازاتِ املا کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ پورے مخطوطہ میں نونِ غنہ کو "ن" لکھا گیا ہے۔ مثلاً بولون، ہین، مین، سین، تون بجائے بولوں، ہیں، میں، سیں، توں۔

۲۔ کافِ ہندی (گاف) کو پورے مخطوطے میں ایک مرکز کے ساتھ "ک" لکھا گیا ہے؛ جیسے: دکر، کہر، اکی، مکر، جنکل بجائے دگر، گُہر، اَگے، مگر، جنگل۔

۳۔ تائے ہندی (ٹ)، دالِ ہندی (ڈ) اور رائے ہندی (ڑ) کو پورے نسخے میں "ت"، "د" اور "ر" لکھا گیا ہے۔ مثالیں دیکھیں: کہنکت، ماتی، کہرا، بدا بجائے گھونگٹ، ماٹی، کھڑا، بڑا۔

۴۔ پورے نسخے میں ہائے دوچشمی (ھ) کا استعمال نہیں کیا گیا۔ جھ، چھ، بھ، تھ، کھ، گھ کے حامل الفاظ کو جہ، چہ، بہ، تہ، کہ، گہ سے لکھا گیا ہے۔ چند مثالیں دیکھیے: تہا، بیتہا، مکہ، کہری، مجہی بجائے تھا، بیٹھا، مکھ، کھڑے، مجھے۔

۵۔ اکثر الفاظ کو ملا کر لکھا گیا ہے؛ جیسے: رکہونکا، دلمنی، مجکون، سنکر بجائے رکھوں گا، دل منے، مجھ کوں، سن کر۔

اہمیت:

معراج نامہ کا زیرِ نظر مخطوطہ کئی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ معراج نامہ سید بلاقی کے ہندوستان سے شائع ہونے کی اطلاع اگرچہ بعض کتب سے ملتی ہے تاہم اس کا انتقادی متن ابھی تک منظرِ عام پر نہ آسکا۔ معلوم نسخوں کی مدد سے جب معراج نامہ سیّد بلاقی کا انتقادی متن تیار ہوگا تو زیرِ نظر نسخہ بھی مددگار ہوگا۔ زیرِ نظر معراج نامہ کل ۷۳۴ اشعار کو محیط ہے۔ نسخہ آغاز و انجام سے مکمل اور واقعہ پورا ہے۔ جن محققین نے معراج نامہ کے اشعار کی تعداد پندرہ سو یا اس سے متجاوز بتائی ہے، ان نسخوں سے اس کا تقابل نئی صورتوں کو سامنے لانے کا محرک ٹھہرے گا۔ زیرِ نظر نسخہ میں معراج نامہ کا سالِ تخلیق بھی مختلف ہے۔ متعلقہ اشعار دیکھیے:

قصہ یون ہویا سبہ خلق میں عجب
کیا روز سولان وماہ رجب
نبی کی ہجر مو تہا ایک ہزار
کہ روزو نمین تہا روز تب ایتوار (۱۷)

ان اشعار سے ۱۶/ رجب ۱۰۰۰ھ بہ روز اتوار ظاہر ہوتا ہے جو دیگر محققین کے پیش کردہ سالِ تالیف سے قطعی مختلف ہے۔ ان اختلافات کے باعث معراج نامہ کا زیرِ نظر نسخہ اہمیت کا حامل ہے اور تدوینِ متن میں اس نسخے کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

نمونہ کلام:

توں خالق خلق کا ،خلق پر کرم
جو بخشے کرم گر، سو تیرا رحم
تو قادر ہیں قدرت کی تُجھ میں سکت
تو دیوے اوسے وہ جو تُجھ کن منگت
خدایا میں منگتا ہوں یوں تُجھ کنی
کہ تیرے نبی کی صفت بولنی(۱۸)

☆

کہ مسجد اقصا تھا اس تھار پر
نبی اُترے جا ک کے مسجد بھیتر
اگے اس مسجد کے دروازہ در
پڑا تھا پتھر ایک اس تھار پر
نبی بول بسم اللہ چلے تھے بھیتر
رکھا تھا قدم اپنا جو اس تھار پر
پتھر نے کیا شور اس تھار سوں
لگا شور کرنے نبی سوں کہ یوں(۱۹)

☆

تیرے بھیت توں جانتا ہیں مگر
تیرا انت پاوے نہ کوئی دگر
تیریاں حکمتاں کی، سکت توں دھریں
جو جانے سو پل میں توں پیدا کریں(۲۰)

☆

پنچم آسماں کے سو دربان کوں
کہ افتاح در حال دروازہ توں
موکل نے بولیا سو توں کون ہیں
کہ اس وقت آیا سو کیا کام ہیں
کہا میں ہوں جبرئیل مجھ ساتھ ہی
پیارا خدا کا محمد نبی

کہ دورازہ کھولیا سو دروان نے

جو دیکھا کھڑا ہے نبی سامنے

کہ دیکھا او نے بولیا صلوات یوں

اوجالا پڑا خوش ہو مہتاب جیوں (۲۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و حوالہ جات

(۱) جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخِ ادبِ اُردو، جلد اوّل (لاہور؛ مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۷۵ء)، ص ۳۸۲۔

(۲) محی الدین قادری زور، ڈاکٹر، دکنی ادب کی تاریخ (دہلی، بک ایمپوریم، س ن)، ص ۷۳۔

(۳) ابو سعید نور الدین، ڈاکٹر، تاریخ ادبیاتِ اُردو۔ حصّہ دوم (لاہور، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۷ء)، ص ۴۲۹۔

(۴) جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادبِ اُردو، جلد اوّل، ص ۴۹۳۔

(۵) بہ حوالہ: نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اُردو (نئی دہلی، ترقیِ اُردو بیورو، ۱۹۸۵ء)، ص ۱۳۳۔

(۶) ریاض مجید، ڈاکٹر، اُردو میں نعت گوئی (لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء)، ص ۲۱۲۔

(۷) جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادبِ اُردو، جلد اوّل، ص ۴۹۳۔

(۸) نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اُردو، ص ۱۳۲۔

(۹) معین الدین عقیل، ڈاکٹر (مرتب)، تاریخ ادبیاتِ اُردو، لیلیان سیکستن نازرو (مترجم)، (کراچی، پاکستان اسٹڈی سنٹر، ۲۰۱۵ء)، ص ۲۱۵ء

(۱۰) نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اُردو، ص ۱۳۳۔

(۱۱) جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادبِ اُردو، جلد اوّل، ص ۴۹۳۔

(۱۲) محی الدین قادری زور، ڈاکٹر، دکنی ادب کی تاریخ، ص ۷۳۔

(۱۳) ابو سعید نور الدین، ڈاکٹر، تاریخ ادبیاتِ اُردو۔ حصّہ دوم، ص ۴۲۹۔

(۱۴) محمد مظفر عالم جاوید صدیقی: اُردو میں میلاد النبی (تحقیق، تنقید، تاریخ)؛ (لاہور، فکشن ہاؤس، ۱۹۹۸ء)، ص ۲۷۸۔

(۱۵) جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادبِ اُردو، جلد اوّل، ص ۴۹۴۔

(۱۶) بہ حوالہ: اُردو میں میلاد النبی (تحقیق: تنقید: تاریخ)، ص ۲۸۱۔

(۱۷) بلاقی، سیّد، معراج نامہ (قلمی) (مخزومہ مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی ضلع راولپنڈی)، ص ۶۱۔

(۱۸) ایضاً: ص ۲۔

(۱۹) ایضاً: ص ۹۔

(۲۰) ایضاً: ص ۳۴۔

(۲۱) ایضاً: ص ۳۴۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havashi-o-Havalajat

(1) Jameel Jalbi, Dr, Tarikh-e-Adab urdu, Vol. 1 (Lahore, Mjls Trqi Adab, 1975), P. 387

(2) Mohi-ud-Din Qadri Zor, Dr, Dikne Adab ki Tareekh (Dehli Book Emporium, YN), P. 73

(3) Abbu Saeed Noor Aldeen, Dr, Tarikh-e-Adbiyat Urdu, Vol. 2 (Lahore, Maghribi Pakistan Urdu Academy, 1997), P. 429

(4) Jameel Jalbi, Dr, Tarikh-e-Adab Urdu, Vol. 1, P. 493

(5) Bah hawala: Naseer-ud-din Hashmi, Dakkan Mein Urdu (Nnai Dehli, Tarq-e-Urdu Beuro, 1985), and P.133
(6) Riaz Majeed, Dr, Urdu Mein Naat Goi (Lahore, Iqbal Akadmi Pakistan, 1990), P212
(7) Jameel Jalbi, Dr, Tarikh-e-Adab Urdu, Vol. 1, P. 493
(8) Naseer-ud-din Hashmi, Dakkan Mein Urdu, P. 132
(9) Moueen-ud-din Aqeel, Dr (Muratab), Tarikh-e-Adbiyat Urdu, Lellian Sikstan Nazoor (Mutrajim) , (Karachi, Pakistan Study Center, 2015), P. 215
(10) Naseer-ud-din Hashmi, Dakkan Mein Urdu, P. 133
(11) Jameel Jalbi, Dr, Tarikh-e-Adab Urdu, Vol. 1, P. 493
(12) Mohi-ud-din Qadri Zor, Dr, Dikne Adab Ki Tareekh, P. 73
(13) Abbu Saeed Noor-ud-din, Dr, Tarikh-e-Adbiyat Urdu, Vol. II, P. 429
(15) Mohammad Muzaffar Aalam Javed Siddiqui, Urdu Mein Milaadun-Nabi (Tehqeeq, Tanqeed, Tareekh) (Lahore , Fiction, House, 1998), P 278
(15) Jameel Jalbi, Dr, Tarikh-e-Adab Urdu, Vol. 1, P. 494
(16) Bah Hawala: Urdu Mein Milaad-un-Nabi (Tehqeeq, Tanqeed, Tareekh), P. 281
(17) Bulaqi, Syed, Mairaaj Nama (Makhdooma Ameer Jaan Library, Narali), P. 61
(18) IBID, P. 6
(19) IBID, P. 9
(20) IBID, P. 34
(21) IBID, P. 34